

بھوک کو ہتھیار بنانے کی اخلاقی زوال پذیری

بھوک کو دانستہ طور پر ہتھیار کے طور پر استعمال کرنا - شہری آبادی کو کنٹرول کرنے، مجبور کرنے، یا ان کی مرضی کو توڑنے کے لیے - انسانی اخلاقیات اور بین الاقوامی قانون کی سب سے سنگین خلاف ورزیوں میں سے ایک ہے۔ غزہ میں، اس جرم کو ایک نظام میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ جو کچھ ہوا وہ محض انسانی امداد کی ناکامی نہیں بلکہ امداد کے بہانے ایک حساب شدہ تسلط کا پروگرام ہے۔ اس حکمت عملی کے مرکز میں یاسر ابو شباب کی شخصیت ہے، جو ایک سابق مجرم سے غدار بن گیا، اور ایک فوجی تقسیم کے نظام کا نفاذ جو کہ خوراک فراہم کرنے سے زیادہ ہلاک کرتا ہے۔ جھوٹے الزامات، پر اکسی جنگ، اور خوراک تک رسائی پر مہلک کنٹرول کے ذریعے، اسرائیل نے انسانی امداد کو تکلیف اور تابداری کا ایک تھیٹر بنادیا ہے۔ فلسطینیوں کو امدادی قافلوں کی طرف راغب کیا جاتا ہے صرف اس لیے کہ ان پر گولیاں چلاتی جائیں۔ یہ ایک ایسی حکمت عملی ہے جو جنگلی جانوروں کے ساتھ سلوک میں بھی غیر انسانی سمجھی جائے گی۔

یاسر ابو شباب: جرائم کی دنیا سے پر اکسی نافذ کنندہ تک

یاسر ابو شباب کی کہانی نجات کی نہیں بلکہ قبضے کے ذریعے ہیر پھیر کیے گئے موقع پرستی کی کہانی ہے۔ ایک وقت میں غزہ کے جرائم کی زیر زمین دنیا میں ایک معروف شخصیت، ابو شباب کو مشیات کی سمگلنگ اور اسلحہ کی اسمگلنگ کے الزام میں قید کیا گیا تھا جب تک کہ وہ اکتوبر 2023 میں فرار نہیں ہو گیا۔ اس کے بعد کے افراتقری میں، وہ نام نہاد "عوامی قوت" - یا "دہشت لردی کے خلاف سروس" کے طور پر خود کو سربراہ کے طور پر سامنے لایا۔ اسرائیل، جو فلسطینی اتحاد کو توڑنے اور بالواسطہ حکمرانی کے ذریعے حماس کو کمزور کرنے کے خواہشمند تھا، نے مبینہ طور پر ابو شباب کے گروپ کو IDF کے زیر کنٹرول علاقوں میں کام کرنے کے لیے ہتھیار اور اختیار دیا۔

یہ تعلق نیا نہیں ہے؛ نوآبادیاتی طاقتوں نے طویل عرصے سے اخلاقی طور پر سمجھوتہ شدہ مقامی لوگوں پر انحصار کیا ہے تاکہ وہ غیر ملکی لنٹرول کے نافذ کنندہ کے طور پر کام کریں۔ لیکن غزہ میں، اس حکمت عملی کا فوری طور پر نفرت سے مقابلہ کیا گیا۔ ابو شباب کی غداری کو اتنا گہرا خیانت سمجھا گیا کہ اس کے اپنے قبیلے اور خاندان نے اس سے لاطلاقی اختیار کر لی۔ ایک ایسے معاشرے میں جہاں خاندانی رشتے اور یکجہتی مقدس ہیں، اس عوامی رد نے اسے ایک نبوذ بنادیا۔ وہ نہ صرف معاشرے سے نکالا گیا۔ وہ اس

چیز کی علامت بن گیا جسے قبضہ خراب کرنے کی کوشش کرتا ہے: وفاداری، شناخت، مراجحت۔ اس کی کہانی یہ ظاہر کرتی ہے کہ لس طرح قابض انفرادی عزم کو اجتماعی تباہی میں بدل دیتا ہے۔

جھوٹے الزامات اور امداد کا زوال

اسرائیل کے غزہ کے امدادی نظام پر سخت کنٹرول کے جواز کا مرکزیہ الزام تھا کہ حماس انسانی امدادی سامان لوٹ رہا ہے۔ یہ دعوے، جو 2024 کے آخرین سامنے آئے، UNRWA کو غیر قانونی قرار دینے اور اہم سپلائی لائنوں کو کاٹنے کے لیے استعمال کیے گئے تاہم، معتبر پورٹس نے بعد میں انکشاف کیا کہ امداد کی سب سے سنگین چوری کا واقعہ - اقوام متحده کے 109 ٹرکوں کی لوٹ مار۔ حماس کے ذریعے نہیں بلکہ ابو شباب کی فورسز کے ذریعے کیا گیا تھا۔ اس کے باوجود، یہ میانیہ برقرار رہا، موجودہ امدادی ڈھانچے کو ختم کرنے اور اس کی جگہ غزہ ہیومنیٹرین فاؤنڈیشن (GHF) سے بدلتے کے لیے ہتھیار کے طور پر استعمال کیا گیا، جو مئی 2025 میں اسرائیل اور امریکہ کی حمایت سے قائم کردہ ایک فوجی سازو سامان ہے۔

یحیی سنوار کی پوسٹ مارٹم: اسرائیل کے بیانے کو مزید متضاد

اسرائیل کے دعوؤں کو مزید متضاد حماس کے ایک نمایاں رہنمای یحیی سنوار کی موت کے وقت کی حالت ہے۔ اسرائیل کے اپنے لوروز نے طے کیا کہ سنوار نے اپنی موت سے پہلے تین دن تک کچھ نہیں کھایا تھا۔ یہ ایک ایسی تفصیل ہے جو سنگین سوالات اٹھاتی ہے۔ اگر حماس، جیسا کہ اسرائیل دعویٰ کرتا ہے، منظم طور پر امداد چوری کر رہا تھا، تو یہ ممکن نہیں کہ ان کا رہنمایا بھوکارہ جائے۔ یہ ثبوت امداد کی تقسیم میں ایک وسیع تر ناکامی کی طرف اشارہ کرتا ہے، یہ تجویز کرتا ہے کہ سپالائیز حماس کے ذریعے جمع کرنے کے بجائے ابو شباب کی مليشیا جسے دیگر گروہوں کے ذریعے روک لی جاتی ہیں۔ سنوار جسے کلیدی شخصیت کا بھوک سے مزنا اس سخت حقیقت کو اجاجگر کرتا ہے: امداد ان لوگوں تک نہیں پہنچ رہی جن کے لیے یہ ہے، چاہے اسے کوئی بھی کنٹرول کرے۔

غزہ ہیومنیٹرین فاؤنڈیشن: بھوک کے کھیل حقیقت بن گئے

GHF نے ہم آہنگی اور سیکیورٹی کا وعدہ کیا تھا۔ اس نے جو دیا وہ قتل عام تھا۔ تقسیم کے مقامات موت کے زون بن گئے۔ آنسو گیس، ریڑ کی گولیاں، اصلی گولیاں، اور ہجوم نے خوراک کی تلاش کو روزانہ کا روس روٹ بنا دیا۔ تقریباً 800 فلسطینی مارے گئے اور ہزاروں زخمی ہوئے جب وہ امداد تک رسائی کی کوشش کر رہے تھے۔ یہ نظام، جو جھوٹی بنیادوں پر بنایا گیا اور تشدید

کے ذریعے برقرار رکھا گیا، نہ صرف بھوک سے نمٹنے میں ناکام رہا۔ اس نے اسے ادارہ جاتی بنادیا۔ یہ نہ توراحت کی بلکہ کنٹرول کی منطق کو ظاہر کرتا ہے: کھانے کے لیے، آپ کو اطاعت کرنی ہوگی؛ زندہ رہنے کے لیے، آپ کو سر تسلیم خم کرنا ہوگا۔

بین الاقوامی قانون کے تحت، یہ ایک جنگی جرم ہے۔ جنیوا کنو نشنز کے ایڈیشنل پروٹوکول I کا آرٹیکل 54 واضح طور پر شہریوں کو بھوک سے مارنے کو جنگ کے طریق کار کے طور پر منع کرتا ہے، بشمول ”شہری آبادی کی بقا کے لیے ناگزیر اشیاء“ کو نشانہ بنانے یا تباہ کرنے کے۔ عالمی فوجداری عدالت کا روم سٹیٹوٹ اسی طرح بھوک کو ہتھیار کے طور پر استعمال کرنے کو جرم قرار دیتا ہے۔ معتبر ایجنسیوں کو ختم کر کے، امداد سے انکار کر کے، اور تقسیم کے مقامات پر شہریوں کو قتل کر کے، اسرائیل نے ایک ایسا نظام بنایا ہے جو ہرگز انسانی نہیں ہے۔ یہ ایک ہتھیار ہے۔

انسانوں کا شکار بہانے سے: انسانیت کا حتمی زوال

اس نظام کا شاید سب سے خوفناک پہلو یہ ہے کہ یہ بینیادی اخلاقی درجہ بندیوں کو الٹ دیتا ہے۔ اسرائیل میں، جیسا کہ کئی مالک میں، جنگلی جانوروں کو چارہ کے ساتھ شکار کرنا غیر قانونی ہے۔ یہ عمل غیر اخلاقی سمجھا جاتا ہے۔ منصفانہ شکار کے اصولوں کی خلاف ورزی جو غیر انسانی مخلوقات کو بھی غیر ضروری تکلیف سے بچاتا ہے۔ لیکن غزہ میں، بھوکے شہریوں کو امداد کے بہانے خوراک کی طرف راغب کیا جاتا ہے، صرف فوجیوں کے ذریعے گولیوں کا نشانہ بننے کے لیے۔ جو ہر کے لیے منوع ہے وہ بچوں کے خلاف قانونی ہے۔

یہ اخلاقی الٹ پلٹ کوئی اتفاقیہ نہیں ہے۔ یہ غیر انسانی بنانے کا منطقی اختتام ہے۔ جب ایک قوم کو مکمل طور پر انسانی نہ سمجھا جائے، تو ان کا دکھ بس منظر کا شور بن جاتا ہے؛ ان کی موت، انتظامی۔ اخلاقی گہرائی سب سے زیادہ جنگ کے دھنڈ میں نہیں بلکہ ان پالیسیوں کی وضاحت میں کھلتی ہے جو بقا کو ہی ایک قابض کے ذریعے راشن کیا جانے والا استحقاق سمجھتی ہیں۔ غزہ کے بھوکے لوگ متاثرہ نقصان نہیں ہیں۔ وہ اہداف ہیں۔ ایک ایسی نظام کے ذریعے راغب کیے گئے، گولی مارے گئے، اور پھینک دیے گئے جو جانوروں کی زندگیوں کو ان لوگوں سے زیادہ قانونی قدر دیتا ہے جنہیں وہ بھوک رکھتا ہے۔

نتیجہ: الفاظ سے باہر کا جرم

غزہ میں بھوک کی ہتھیار سازی، یا سر ابو شباب جیسے غداروں کے ذریعے آسان بنائی گئی اور اسرائیل کے فوجی امدادی نظام کے ذریعے ادارہ جاتی بنائی گئی، صرف ایک جنگی حکمت عملی نہیں ہے۔ یہ انسانی وقار کی بے حرمتی ہے۔ یہ ایسی ذہنیت کو ظاہر

کرتا ہے جس میں خوراک تسلط کا ایک آلہ بن جاتی ہے، غداری کو انعام دیا جاتا ہے، اور شہریوں کو کھانے کی ضرورت کے جرم کے لیے ذبح کیا جاتا ہے۔ انسانی امدادی ایجنسیوں کی جگہ مسلح دروازہ باؤں نے لے لی، غزہ کے امدادی راہداریوں کو موت کے راہداریوں میں تبدیل کر دیا۔

یہ صرف ایک پالیسی کی ناکامی نہیں ہے۔ یہ انسانیت کے خلاف ایک جرم ہے۔ اور سب سے زیادہ مذمتی الزام اس موازنہ میں ہے جو کبھی کرنے کی ضرورت نہیں ہوئی چاہیے تھی: کہ جانوروں کو غزہ کی بھوکی آبادی سے زیادہ اخلاقی غور و فکر دیا جاتا ہے۔ یہ لہناوی الٹ پلٹ عالمی غم و غصے کا مطالبہ کرتی ہے۔ سیاسی معاملے کے طور پر نہیں، بلکہ ضمیر کے معاملے کے طور پر۔ ایک ایسی دنیا جو اس کی اجازت دیتی ہے وہ ایک ایسی دنیا ہے جو آزادانہ طور پر گر رہی ہے۔ نہ صرف اخلاقی طور پر، بلکہ تہذیبی طور پر بھی۔